## نمبر(۱) گاؤں دیہات میں جمعہ قائم کرنے کا حکم

صلاۃ جمعہ اللہ عزوجل کی اہم ترین عبادت ہے' ارشاد ربانی ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾[سورۃ الجمعۃ: آیت نمبر۹]

اے مومنو! جب جمعہ کے دن صلاۃ کے لئے اذان دے دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو' یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

احادیث مبارکہ میں جمعہ ترک کرنے پر بڑی سخت وعید آئی ہوئی ہے ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعہ چھوڑ دے اللہ تعالی اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔[سنن ابوداؤد حدیث نمبر۱۰۵۲' سنن ترمذی حدیث نمبر۴۹۹' وابن خزیمہ حدیث نمبر۱۸۵۷و۱۸۵۸]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔[صحیح مسلم حدیث نمبر۸۶۵]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگانا چاہا جو (بلا عذر) صلاۃ جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔[صحیح مسلم حدیث نمبر۶۵۲]

مذکورہ نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ صلاۃ جمعہ کا چھوڑنا سخت ترین گناہ ہے لہذا اس میں سستی کرنا قطعا جائز نہیں ہے۔

صلاۃ جمعہ ہر مسلمان مرد مقیم بالغ جس کے پاس کوئی عذر نہ ہو اس پر فرض ہے خواہ وہ شہر کے ہوں یا دیہات کے' جس طرح بقیہ نمازوں کے لئے شہر کی کوئی قید نہیں ہے اسی طرح صلاۃ جمعہ کے لئے شہر کی کوئی قید نہیں ہے' جہاں بھی لوگ سکونت پذیر ہوں خواہ شہر میں ہوں یا دیہات میں' اور ان کی تعداد بھی کم ہو یا زیادہ وہاں کے لوگوں پر صلاۃ جمعہ فرض ہے' کسی بھی حدیث وآیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ جمعہ صرف شہر والوں پر ہے' بلکہ اس کے برعکس بہت ساری حدیثوں سے گاؤں اور دیہات میں صلاۃ جمعہ پڑھنے کا واضح ثبوت ملتا ہے جن میں سے چند کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

پہلی دلیل: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مسجد نبوی کے بعد جو سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا وہ بحرین کے گاؤں جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں تھا۔[صحیح بخاری ح/۸۹۲'۴۳۷۱) اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے **باب الجمعة فی المد ن و القری** یعنی دیہات اور شہروں میں جمعہ پڑھنے کا بیان' اس حدیث کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ گاؤں اور دیہات میں بھی صلاۃ جمعہ ادا کرنا ضروری ہے ۔

دوسری دلیل: اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ نے **نقیع الخضمات** کے علاقہ میں بنو بیاضہ کی بستی **ھزم النبیت** میں جمعہ قائم کیا(سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۶۹' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر۱۷۲۴ )''ہزم النبیت نامی یہ بستی مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی' اس حدیث پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے **باب الجمعة فی القری** یعنی گاؤں میں جمعہ پڑھنے کا بیان' گویا امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ گاؤں والے بھی صلاۃ جمعہ ادا کریں گے۔

تیسری دلیل: مشہور صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان بسنے والے لوگوں کو جمعہ پڑھتے دیکھتے تو اعتراض نہ کرتے۔ [ مصنف عبدالرزاق ۳/۱۷۰ حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے ]اس دور میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین جو بستیاں تھیں ان کی حیثیت دیہات سے زیادہ نہیں تھی اس کے باوجود صحابہ کرام کے مبارک دور میں وہاں صلاۃ جمعہ پڑھی جاتی تھی' اور صحابہ کرام بالخصوص مشہور صحابی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہیں صلاۃ جمعہ پڑھتے ہوئے دیکھتے لیکن ان پر اعتراض نہ کرتے اگر یہ عمل غلط ہوتا تو ضرور منع فرماتے۔

چوتھی دلیل: خلیفہ راشد امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل بحرین کو لکھتے ہوئے فرمایا تھا۔(**أن جمعوا حیثما کنتم** )(مصنف ابن أبی شیبۃ ) جہاں بھی رہو جمعہ کا انتظام کرو۔ اور یہ بات واضح ہے کہ آدمی گاؤں میں بھی رہتا ہے اور شہر میں بھی۔

پانچویں دلیل: لیث بن سعد فرماتے ہیں عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ان کے حکم پر مصر اور اس کے مضافات چھوٹی چھوٹی بستیوں میں لوگ مستقل طور پر صلاۃ جمعہ پڑھتے تھے ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہوتے تھے۔

مذکورہ روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے دور مبارک میں تین مقامات پر صلاۃ جمعہ پڑھی گئی اگر یہ عمل درست نہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے پاکباز صحابہ لوگوں کو اس سے منع فرمادیتے وہ تینوں جگہیں یہ تھیں:

(۱) بحرین کے جواثی نامی گاؤں۔

(۲) ہزم النبیت نامی مقام میں جو مدینہ میں انصار کے قبیلہ بنو بیاضہ کا علاقہ تھا۔

(۳) مکہ اور مدینہ کے مابین بستیوں میں۔

چھٹی دلیل: منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قباء سے مدینہ کی طرف جب ہجرت فرمائی تو قباء اور مدینہ کے درمیان قبیلہ بنو سالم میں صلاۃ جمعہ ادا کیا۔ (زرقانی)

ساتویں دلیل: جمعہ قائم کرنے میں بڑی دینی مصلحتیں اور فائدے ہیں جن کے لئے جمعہ کو مشروع قرار دیا گیا ہے انہیں میں سے ایک اہم مقصد ومصلحت لوگوں کو پند وموعظت کرنا اور انہیں دین اور توحید وسنت کی باتیں بتانا ہے' لہذا جمعہ نہ قائم کرنے سے یہ مصلحت اور مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

آٹھویں دلیل: دیہات میں پیدا ہونا کوئی عیب نہیں' اللہ اپنی حکمت کے تحت جس کو جہاں چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' اور اللہ کا دین ہر جگہ کے لئے ہے' شہر ہو یا دیہات' جس طرح شہر کے لوگوں پر جمعہ فرض ہے اگر ادا نہیں کریں گے تو گنا ہگار ہوں گے ٹھیک اسی طرح گاؤں دیہات میں رہنے والوں پر بھی فرض ہے اگر ادا نہیں کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

رہے وہ حضرات جو صلاۃ جمعہ کے لئے کچھ شروط کے قائل ہیں جیسے شہر کا ہونا یا کم از کم چالیس لوگوں کا ہونا تو ان کے پاس احادیث صحیحہ سے کوئی دلیل نہیں ہے یہ ان کی اپنی طرف سے ایجاد کردہ حدود وشروط ہیں' زیادہ سے زیادہ ان کے اپنے امام کا قول ہے بس' اور یہ سب کو معلوم ہے کہ جہاں صریح نص ہو وہاں قیاس کا اعتبار نہیں ہوتا اسی طرح جب کسی امام یا مجتہد کا فتوی یا اجتہاد نص کے خلاف ہو تو وہ بھی قابل قبول نہیں ہوتا' امام ومجتہد کی بات اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جب وہ کسی نص کے خلاف نہ ہو' جب کسی صحیح حدیث سے صلاۃ جمعہ کے لئے شہر یا کسی متعین عدد کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو اس کے لئے شروط متعین کرنا کیسے صحیح ہوگا؟ واضح رہے کہ جمعہ کے لئے جن آثار میں شہر یا مخصوص عدد کا ذکر ہے علماء ومحدثین کے یہاں وہ ساری روایتیں ضعیف ہیں' جیسے مصنف عبد الرزاق میں علی رضی اللہ عنہ کا اثر جس میں شہر کی قید ہے وہ ضعیف ہے اس کی سند میں جابر الجعفی اور حارث الأعور ہیں' دونوں ضعیف ہیں' اور ابن أبی شیبۃ کی سند میں أعمش ہیں وہ معروف مدلس ہیں اور انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی ہے۔

سعودی عرب کے سابق مفتی علامہ ابن باز رحمہ اللہ **نور علی الدرب** پروگرام میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے گرچہ ان کی تعداد چالیس سے کم ہو' چالیس کی شرط لگانا صحیح قول کے مطابق معتبر نہیں ہے' گاؤں والوں پر واجب ہے کہ وہ حکومت سے امام کی تعیین کا مطالبہ کریں جو انہیں صلاۃ جمعہ پڑھائے' پھر فرماتے ہیں: حاصل کلام یہ کہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے' دس لوگ ہوں یا بیس لوگ' یہاں تک کہ اگر تین ہی ہیں تب بھی علماء کے صحیح قول کے مطابق جمعہ فرض ہوجاتا ہے' جس گاؤں میں لوگ سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں ان پر جمعہ واجب ہے ان کے لئے ظہر پڑھنا جائز نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ صلاۃ جمعہ جس طرح شہر والوں پر فرض ہے اسی طرح گاؤں اور دیہات میں رہنے والوں پر بھی فرض ہے اس کے لئے شہر کی کوئی شرط نہیں ہے' جو حضرات گاؤں میں لوگوں کو صلاۃ جمعہ سے روکتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے انہیں اللہ کا خوف کھانا چاہئے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی عبادت سے روکتے ہیں جو بہت بڑی جسارت اور سنگین غلطی ہے' اللہ کے یہاں اس کا کیا جواب دیں گے!!

## نمبر (۲) کیا جمعہ کے لئے کسی متعین تعداد کا ہونا ضروری ہے؟

صلاۃ جمعہ دوسری نمازوں سے صرف انہیں چیزوں میں مختلف ہے جن کا ذکر احادیث صحیحہ سے ملتا ہے' جیسے جمعہ کے لئے:

(۱) مقیم ہونا شرط ہے' جبکہ کسی اور صلاۃ کے لئے اقامت شرط نہیں۔

(۲) جمعہ مردوں پر فرض ہے، عورتوں پر نہیں جبکہ باقی نمازیں عورتوں پر بھی فرض ہیں۔

(۳) جمعہ کے لئے آزاد ہونا شرط ہے غلام پر جمعہ فرض نہیں جبکہ دیگر نمازیں غلاموں پر بھی فرض ہیں۔

(۴) اور جمہور کے قول کے مطابق خطبہ کا ہونا بھی ضروری ہے، جبکہ پنج وقتہ کسی بھی صلاۃ میں خطبہ نہیں ہے۔

(۵) اسی طرح ایک بڑا فرق جماعت کا ہے جمعہ کے لئے جماعت کا ہونا شرط ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے **الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة** ( صحیح سنن ابوداؤد) یعنی ''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ فرض ہے''۔

اور یہ بات شریعت میں معروف ہے کہ دو افراد پر جماعت کا اطلاق ہونا شروع ہوجاتا ہے البتہ زیادہ کی کوئی حتمی تعداد نہیں ہے۔

ان شروط اور فروق کے علاوہ کوئی ایسی شرط یا فرق نہیں جو جمعہ کو دیگر فرض نمازوں سے مختلف قرار دے، اگر یہ حدیث اسی طرح نبی کریم ﷺ کا عمل نہ ہوتا کہ بلا جماعت کبھی بھی آپ نے جمعہ نہیں پڑھا تو تنہا جمعہ پڑھنا بھی دوسری نمازوں کی طرح واجب ہوجاتا لہذا جمعہ کے لئے اگر کسی معین تعداد کی ضرورت ہوتی تو جس طرح احادیث مبارکہ میں جمعہ کی مذکورہ شرطیں بیان کی گئی ہیں اسی طرح یہ شرط بھی بتادی جاتی کہ جب تک اتنے لوگ نہیں ہوں گے جمعہ نہیں ہوگا، جبکہ ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی ہے، بلکہ صحیح بخاری ومسلم کی حدیث سے بارہ لوگوں کے ساتھ بھی جمعہ کا ثبوت ملتا ہے، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جمعہ میں تھے کہ غلہ سے لدا ایک قافلہ آیا تو سارے لوگ نکل گئے نبی کے ساتھ صرف بارہ لوگ رہ گئے، اس پر اللہ نے یہ آیۃ نازل فرمائی ﴿**وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْواً انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِماً قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (11)**﴾ (بخاری ح/۴۸۹۹، مسلم ح/۸۶۳)

یعنی آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے لوگ خطبہ چھوڑ کر خرید وفروخت کے لئے چلے گئے کہ کہیں سامان ختم نہ ہوجائے، صرف بارہ لوگ رہ گئے، یہ شروع اسلام کی بات تھی، اس سے معلوم ہوا کہ عدد کی شرط لگانا قطعا صحیح نہیں ہے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جتنے زیادہ لوگ ہوں گے اتنا زیادہ بہتر ہوگا، لیکن اس کے لئے چالیس پچاس یا جم غفیر یا امام اعظم کی شرط لگانا بے دلیل وبے بنیاد ہے، نادانستہ طور پر اس اہم ترین عبادت سے لوگوں کو دور رہنے کا جواز فراہم کرنا ہے۔

## نمبر (۳) ان لوگوں پر صلاۃ جمعہ فرض نہیں ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **(الجمعة حق واجب علی كل مسلم في جماعة الا أربعة : عبد مملوك أو امرأة أو صبي أو مريض )** ہر مسلمان پر باجماعت جمعہ فرض ہے ہاں غلام، عورت، نابالغ لڑکا اور بیمار پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ ( صحیح سنن ابوداؤد )

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **لیس علی مسافر جمعة ( صحيح الجامع)** مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

مذکورہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ درج ذیل لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

(۱) عورت (۲) بچہ

(۳) ایسا مریض جس کے لئے جمعہ کا جانا بیحد مشقت وتکلیف کا باعث ہو ایسے ہی وہ شخص جو اس کی تیمارداری اور خدمت پر مامور ہو۔

(۴) غلام (۵) مسافر

یہ وہ لوگ ہیں جن پر جمعہ واجب نہیں ہے یہ صلاۃ ظہر ادا کریں گے البتہ ان میں سے اگر کوئی صلاۃ جمعہ پڑھتا ہے تو اس سے صلاۃ ظہر کی فرضیت ساقط ہوجاتی ہے، پھر وہ ظہر ادا نہیں کرسکتا اور اگر کوئی احتیاط کے طور پر ظہر ادا کرے گا تو گنا ہگار ہوگا، کیونکہ اللہ نے ایک دن میں پانچ نمازیں ہی فرض کی ہیں، ہاں عیدین کے دن حجاج کرام کو چھوڑ کر ہر مسلمان پر چھ نمازیں فرض ہوتی ہیں، اللہ تعالی سب کو صحیح سمجھ دے آمین !!

ختم شد

۲۵/ رجب ۱۴۴۶ھ موافق ۲۵/ جنوری ۲۰۲۵ء